اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

قادیان دارالامان

ایڈیٹر غلام نبی

ٹیلیفون نمبر ۱۰

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

یوم جمعہ

جلد ۲۸ | ۲۱ محرم ۱۳۵۹ھ | یکم امان ۱۳۱۹ ش | یکم مارچ ۱۹۴۰ء | نمبر ۴۹

حضرت امام مہدی کے ظہور کا بے فائدہ انتظار کرنے والے

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس موعود کے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے کی خبر امتہ مسلمہ کو دی تھی۔ اور جس کا نام مسیح اور مہدی رکھا تھا۔ اس کے متعلق ضروری علامات بھی بیان فرما دی تھیں۔ جو ایک ایک کر کے سب پوری ہو چکی ہیں۔ علاوہ ازیں اس موعود کی بعثت کا تقاضا زمانہ بڑے زور کے ساتھ کر رہا ہے۔ ان حالات میں مسلمان ایک عرصہ سے نہایت بے تابی کے ساتھ موعود کے آنے کے منتظر ہیں۔ چونکہ یہ انتظار روز بروز طویل ہوتا جا رہا ہے۔ جس کے ختم ہونے کی انہیں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس لئے ایک طبقہ تو مایوس ہو کر یہ کہنے لگ گیا ہے۔ کہ نہ کوئی مسیح آنے والا ہے اور نہ مہدی۔ اور دوسرا طبقہ تاحال امید لگائے بیٹھا ہے۔ اور اپنے دل کی تسلی کے لئے موعود کی آمد کا کوئی نہ کوئی وقت مقرر کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ جب ایک مقررہ وقت آتا ہے۔ اور ان لوگوں کی توقعات پوری کئے بغیر گزر جاتا ہے۔ تو وہ دوسرے وقت کا انتظار کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور جب وہ بھی خالی گزر جاتا ہے۔ تو پھر کوئی اور مقرر کر لیتے ہیں:۔

سنہ ۱۳۴۰ ہجری سے قبل وہ لوگ جو حضرت امام مہدی کی آمد کے منتظر بیٹھے تھے۔ بڑے یقین اور وثوق کے ساتھ کہتے تھے کہ سنہ ۱۳۴۰ھ میں ضرور وہ ظاہر ہو جائیں گے اور ان کے ظاہر ہوتے ہی مسلمانوں کو تمام دُنیا میں غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ ہر طرف اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔ اور جو لوگ برضاء و رغبت اسلام قبول نہ کریں گے۔ انہیں تلوار کے ذریعہ یا تو اسلام قبول کرایا جائے گا۔ یا موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ حضرت امام مہدی کے ظہور کے وقت کی علامات بیان کر کے سنہ ۱۳۴۰ھ کی تعیین کے متعلق رسالے اور کتابیں بھی لکھی گئیں۔ جن میں سے خواجہ حسن نظامی صاحب کی کتاب جس کا نام غالباً "علاماتِ ظہور امام مہدی" یا اسی سے ملتا جلتا تھا۔ بہت مشہور ہُوئی۔ لیکن سنہ ۱۳۴۰ھ آیا۔ اور گزر بھی گیا۔ مگر وہ امام مہدی ظاہر نہ ہُوئے۔ جن کا خیالی نقشہ مسلمانوں کے پیش نظر تھا اور اس طرح ان کے تمام ہوائی قلعے برباد ہو گئے:۔

اس پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ مسلمان غور و فکر سے کام لیتے۔ کسی مامور اور مرسل کی بعثت کے متعلق خدا تعالےٰ کی جو سنت اور طریق چلا آتا ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے۔ پیشگوئیوں کے استعارات کو اسی رنگ میں لیتے۔ جس رنگ میں وہ شریعت اسلامیہ کے رو سے درست ثابت ہوتے۔ اور اس زمانہ میں جس انسان نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور جس کا دعوٰی دلائل اور خدا تعالےٰ کے نشانات کے ذریعہ روزِ روشن سے بھی زیادہ واضح ہو چکا ہے اس کی طرف متوجہ ہوتے۔ جن کی قسمت میں رشد و ہدایت تھی۔ وہ متوجہ بھی ہوئے۔ اور مسیح زمان و مہدی دوران حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو قبول کر کے آپ کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ مگر عام لوگ انتظار کی گھڑیاں گننے اور مایوسی کا منہ دیکھنے کے لئے محروم رہ گئے اور اس وقت تک محروم چلے آتے ہیں۔

حال میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایسے لوگوں کی دلبستگی کے لئے ایک اور اعلان کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اخبار "منادی" (۲۴ فروری سنہ ۱۹۴۰ء) میں لکھا ہے:۔

"آج رات کو بارہ بجے جبکہ میری بستی میں تعزیوں کا گشت ہو رہا تھا۔ اور میرے سب بچے باہر گئے ہُوئے تھے۔ اور میں چپ چاپ لیٹا ہُوا ظہور مہدی کے مسئلے پر سوچ رہا تھا یکایک میرے دل کی آواز نے مجھ سے کہا۔ کہ حضرت امام حسین فرماتے ہیں۔ کہ لفظ مہدی کے عدد ۵۹ ہیں۔ اور یہ سنہ بھی ۵۹ ہے۔ اس لئے حضرت مہدی کا معنوی ظہور اسی سنہ ۱۳۵۹ھ میں ہو جائے گا"

اسی پرچہ میں "یوم ظہور مہدی" کے عنوان سے خواجہ صاحب نے اپنی ایک تقریر شائع کی ہے جس میں لکھا ہے۔ "تم کو ظہور مہدی کا انتظار ہے۔ تو لفظ مہدی کے اعداد کو دیکھو۔ مہدی کے اعداد کو دیکھا۔ تو وہ ۵۹ ہے۔ تو کیا موجودہ سال سنہ ۱۳۵۹ ہجری مہدی کے ظہور کا سال ہے ہاں مہدی لفظ کے عدد ۵۹ ہیں۔ اور ہجرت کا یہ سنہ بھی ۵۹ ہے۔ سننے والو! عقلمندی نکتہ بینی سے اس بات کو نہ دیکھنا مضمون آفرینی کی داد کی نظر اس پر نہ ڈالنا۔ یہ مرد کامل اور زندہ شہید اور ساری دنیا کو زندہ کرنے والے حسین کی آواز تھی"

امید تو نہیں۔ کہ امام مہدی کی آمد کے متعلق جو لوگ پے بہ پے ناکامی کا منہ دیکھ چکے ہیں۔ انہیں اس قسم کے اعلان سے کوئی تسلی حاصل ہو۔ اور اگر ہو بھی تو گنے دن کے۔ یہ سنہ ۵۹ھ شروع ہو چکا ہے۔ اور ہم ابھی سے علی الاعلان کہے دیتے ہیں۔ کہ یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ مگر حضرت امام مہدی کے ظہور اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کے منتظرین کو اپنی ناکامی و نامرادی پر ہاتھ ملتے چھوڑ جائے گا۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش۔ کراچی سے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۲۵ تاریخ کے خط میں لکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۲۳ تاریخ سے دوسرے پاؤں کی انگلی میں نقرس کی تکلیف ہو گئی ہے۔ ورم اور درد کی زیادتی کی وجہ سے حضور چل پھر نہیں سکتے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بوجہ آشوب چشم علیل ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل بعارضہ بخار و کھانسی سخت بیمار ہونے کی وجہ سے نور ہسپتال میں داخل ہو چکے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

مولوی عطا محمد صاحب ہیڈ کلرک نظارت بہشتی مقبرہ کے ہاں لڑکا تولد ہوا اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

مجلس مشاورت کا ایجنڈا

بیسویں مجلس مشاورت منعقدہ ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ ماہ امان ۱۳۱۹ ہش کا ایجنڈا جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ جن جماعتوں کو ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ ایجنڈا نہ پہونچے۔ ان کے ذمہ وار افراد کی اطلاع آنے پر دوبارہ ارسال خدمت کیا جائے گا۔ اسسٹنٹ سیکرٹری مشاورت

جماعت احمدیہ لائل پور کا جلسہ

جماعت احمدیہ لائل پور ۵ و ۶ مارچ سنہ ۱۹۴۰ء کی تواریخ میں جلسہ کر رہی ہے۔ اس موقعہ پر مرکز سے علماء بھیجے جائیں گے۔ اردگرد کی جماعتوں کے احباب اس جلسہ میں شامل ہوں۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تبلیغ احمدیت کے متعلق

گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو تقریر فرمائی اس میں حضور نے فرمایا تھا "میں نے مطالبہ کیا تھا کہ ہر احمدی سال میں کم از کم ایک نیا احمدی بنائے۔ جن دوستوں نے اپنے اس عہد کو پورا کیا ہو وہ کھڑے ہو جائیں۔" (حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں جن دوستوں نے اس عہد کو پورا کیا تھا وہ کھڑے ہو گئے مگر تعداد بہت تھوڑی تھی) حضور نے فرمایا۔ "یہ دس بلکہ پانچ فیصدی بھی نہیں بنتے۔ دوستوں کو اس طرف مزید توجہ کرنی چاہیئے۔" (تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۹ء)

میں تمام مخلصین جماعت احمدیہ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے مندرجہ بالا ارشاد کی یاد دہانی کراتا ہوں۔ جسے بہت سے احباب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سن چکے ہیں۔ پس ہر شخص اپنا وعدہ کہ وہ سال رواں یعنی سنہ ۱۹۴۰ء میں کتنے احمدی بنائے گا۔ اپنے اپنے مقامی سیکرٹری تبلیغ یا سیکرٹری انصار اللہ کو لکھائے۔ تا وہ اپنے اپنے حلقہ کے وعدوں کی فہرست جلد از جلد مکمل کر کے دفتر دعوت عامہ میں بھجوا سکیں۔ (مہتمم دعوت عامہ نظارت دعوۃ و تبلیغ)

فسبحان الذی اخزی الاعادی

حضرت امیر المومنین مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی آمین میں کچھ اشعار بطور پیشگوئی زمانہ خلافت ثانیہ کے ہیں۔ گو کلام میں متکلم حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ مگر مطالب دوبارہ اپنے ظہور کا وقت اب پھر ظاہر کر رہے ہیں۔ لہذا ان اشعار کو حال کے لئے تضمین کیا گیا ہے۔ جو ذیل میں درج ہیں
خاکسار قاسم علی خان قادیانی رامپوری

بجز تیرے نہ یارِ غمگسارے — شمار احساں ترے کیونکر ہوں سارے
نہ کیوں ہر ذرہ میرا یہ پکارے — تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے

میں کودا بحر میں تیرے سہارے — نہ بچتا جو نہ تو مجھ کو ابھارے
لگائی تو نے ہی کشتی کنارے — ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

مخالف اور پیغامی ادارے — حسد پر میرے تھے جن کے گزارے
جسے دیکھو پریشاں روزگارے — گڑھے ہیں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے

جو علم و ہوش تھے ان کے سہارے — جو منصوبے تھے انکے سب سدھارے
مٹے شوخی و شیخی کے ترارے — مقابل پر میرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

دلوں پر انکے اب چلتے ہیں آرے — ہیں جیتے بے حیائی کے سہارے
نہ گائے قادیانی کیوں طہارے — شریروں پر پڑے انکے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

درخواست ہائے دعا

(۱) امسال صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ایف۔اے صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ایف۔اے۔ صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں۔ نیز میاں عباس احمد خاں صاحب ابن خان محمد عبد اللہ خان صاحب بی۔اے کا امتحان دے رہے ہیں۔ اور خاکسار بھی پرائیویٹ طور پر ایف۔اے کا امتحان دے رہا ہے۔ سب کیطرف سے درخواست ہے کہ احباب امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار قمر الدین ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان (۲) مسماۃ امۃ الرحمٰن صاحبہ بنت ایم عبد الرشید صاحب نوشہرہ ککے زئیاں اردو مڈل کے امتحان میں شریک ہو رہی ہیں (۳) مسماۃ شمس النساء بنت سید ظہور حسین صاحب صوبہ بہار بیمار ہیں (۴) سید نور الحسن صاحب بہار متلاشی روزگار ہیں (۵) سید محمد ہاشم صاحب بھوسنچال کلاں ضلع جہلم کی لڑکی بعارضہ نمونیہ بیمار ہے

[illegible]

کیا مسئلہ وفاتِ مسیح کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں؟

وفاتِ مسیح احمدیت کے مسائل میں سے ایک خاص مسئلہ ہے۔ جس کے متعلق احمدی لٹریچر میں بہت کچھ مواد موجود ہے۔ بلکہ غیر احمدیوں کے ساتھ زیادہ وقت اسی مسئلہ کی بحث میں گزرا ہے۔ اور اب بھی جب کبھی غیر احمدیوں سے تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملتا ہے۔ اس مسئلہ پر ضرور کچھ نہ کچھ باتیں ہو جاتی ہیں۔ اور گو اس مسئلہ کے ہر پہلو پر اس قدر روشنی پڑ چکی ہے۔ کہ اگر کوئی حق کا متلاشی چاہے تو احمدی لٹریچر کے مطالعہ سے صحیح نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے۔ مگر حق کے متلاشی تھوڑے ہوتے ہیں:۔

اس مضمون کے بہت سے پہلو ہیں۔ اور اس مختصر مضمون میں ان تمام پہلوؤں کے متعلق بیان کرنا ممکن نہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر بہت کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اور جو شخص حضور علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر کے اپنے شکوک رفع کرنا چاہے وہ بہت آسانی سے ایسا کر سکتا ہے۔ درحقیقت سب سے بڑی دقت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا دعوےٰ منوانے میں پیش آئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اہلِ اسلام حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کو قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویہ کے خلاف سمجھتے تھے۔ بلکہ اب بھی ایک گروہ یہی مانتا ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اور قربِ قیامت میں آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے مسلمانوں میں یہ اعتقاد دیر سے چلا آتا تھا لیکن جب ہندوستان میں اسلامی حکومت مٹ رہی تھی۔ تو یہ اعتقاد اس ناگہانی مصیبت کی وجہ سے اور بھی پختہ ہو گیا اور مسلمان یہ آرزو کرنے لگے۔ کہ مسیح آسمان سے نازل ہو۔ اور عیسائیوں کو جنہوں نے ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام دُنیا میں اسلامی سلطنتوں کو درہم برہم کر دیا تھا۔ مسلمان کرے اور اسلام کو عیسائیت پر غالب کرے اگرچہ یہ آرزو بُری نہ تھی۔ اور ایک پہلو سے بالکل صحیح تھی۔ مگر چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ان کے اعتقاد غلط تھے۔ اس لئے بعض سمجھدار لوگوں کو خیال پیدا ہوُا۔ کہ یہ آرزو غلط ہے اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث ثابت ہو گی۔ یہ آرزو اس لحاظ سے تو درست تھی۔ کہ واقعی ایک مسیح امتِ محمدیہ میں مبعوث ہونے والا تھا۔ مگر اس لحاظ سے بے بنیاد تھی۔ کہ مسلمانوں میں حیات و وفاتِ مسیح علیہ السلام کے متعلق نہایت غلط عقیدہ مستحکم ہو چکا تھا۔ اور چونکہ بنیاد غلط تھی۔ اس لئے اس آرزو سے بدنتائج پیدا ہونے کا خوف ان سمجھدار لوگوں کے دل میں پیدا ہوُا۔ ان لوگوں کے لیڈر سر سید تھے۔ انہوں نے بزعم خود یہ خیال کر کے۔ کہ مسلمان اس عقیدہ سے بالکل نکمے اور بزدل نہ ہو جائیں۔ قرآن و حدیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ اور چونکہ ان کی نظر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی آرزو مسلمانوں کے لئے بظاہر خطرناک تھی۔ اس لئے انہوں نے نہ صرف یہ کیا۔ کہ قرآن و حدیث اور دیگر کتب اسلام سے وفاتِ مسیح ثابت کی۔ بلکہ مسیح کی آمد سے بھی انکار کر دیا۔ اس طرح سر سید نے مُسلمانوں کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک تو وہ جو پہلے خیال پر جمے رہے۔ کہ حضرت مسیح نے وفات نہیں پائی۔ دُوسرے وہ جو وفاتِ مسیح کو تو مان گئے۔ مگر آمدِ مسیح سے بھی منکر ہو گئے:۔

لیکن چونکہ آخری نتیجہ غلط تھا۔ اور مسیح کا ظہور مشیتِ ایزدی میں مقدر تھا۔ اس لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوُا۔ تو اس آخری گروہ کے افراد بھی ہمیں عجیب نظر آنے لگے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف دلائل منقولی و معقولی سے وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام ثابت کی بلکہ اس عقیدہ کو حق الیقین تک پہونچا دیا اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر سری نگر (کشمیر) میں دریافت کر کے ہمیشہ کے لئے مسئلہ وفاتِ مسیح کو مسلمات کے درجہ تک پہونچا دیا۔

اس کے بعد وہ گروہ جو سر سید کی تحقیقات سے متاثر تھا۔ کہنے لگا۔ کہ کسی مسیح نے نہیں آنا۔ یہ تو مسلمانوں میں غلط اعتقاد عیسائیوں کی تعلیم سے پیدا ہو گیا تھا۔ اور ان میں سے بعض یہ کہتے سنائی دیئے گئے۔ کہ وفاتِ مسیح علیہ السلام کا مسئلہ قابلِ بحث ہی نہیں۔ اور نہ اسلامی اعتقادات میں اس کی کوئی حیثیت ہے۔ یہ خواہ مخواہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ حالانکہ وفاتِ مسیح علیہ السلام کا مسئلہ اگر ضروری نہ تھا۔ تو سر سید نے کیوں اسے ثابت کرنے کے لئے بڑے مضموں کے صفحے سیاہ کر ڈالے۔ کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا۔ کہ وفاتِ مسیح علیہ السلام کا اسلام کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے:۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں:۔

"اس میں شک نہیں۔ کہ وفاتِ مسیح کا مسئلہ اس زمانے میں حیاتِ اسلام کے لئے ضروری ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے شک ہر بات پر قادر ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسے امور کے سخت مخالف ہے۔ جو دین کو ضرر پہنچانے والے ہوں۔ حیاتِ مسیح کا مسئلہ اوائل میں صرف ایک غلطی تھی۔ مگر آج کل وہ ایک اژدہا ہے۔ جب عیسائیوں کا خروج زور سے ہوُا۔ اور انہوں نے مسیح کی زندگی کی ایک قوی دلیل اس کی خدائی کی پکڑی۔ اور کہا۔ کہ اگر کوئی دوسرا ایسا کر سکتا ہے۔ تو آدم سے لے کر آجتک اس کی کوئی نظیر پیش کرو۔ اور درحقیقت اگر یہ بات صحیح ہوتی۔ جو عیسائی کہتے ہیں۔ کہ وہ زندہ آسمان پر چلا گیا۔ اور عرش پر بیٹھا ہے تو اسلام کے واسطے ایک ماتم کا دن ہوتا۔"

اسی طرح فرماتے ہیں "ایک عیسائی سے پوچھنا چاہیئے۔ اگر سب لوگ مل کر یہ عقیدہ قائم کر لیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ یہی کہ عیسائیت دُنیا سے نابود ہو جائے گی۔"

پس یہ کہنا کہ مسئلہ وفاتِ مسیح کا تعلق اسلامیات سے نہیں۔ سخت غلطی ہے۔ جب تک وفاتِ مسیح ثابت نہ ہو۔ عیسائیت کی جڑ نہیں کٹ سکتی۔ اگر ہم وفاتِ مسیح عیسائیوں سے منوا لیں۔ تو گویا اسلام کو نصف فتح آج ہی ہو جاتی ہے۔ اور خدا کا فضل ہے۔ کہ بہت سے عیسائی اپنے دیرینہ اعتقاد سے گو بظاہر نہیں دل میں منحرف ہو چکے ہیں۔ اور یہ مسیح موعود کی فتح مبین ہے۔ اور اس کی تکمیل بہت جلد ہو کر رہے گی:۔ خاکسار روشن دین تنویر دکیل از سیالکوٹ:۔

نئے سال ۱۳۵۹ھ کا آغاز اور مجدد صدی چہاردہم

مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

نیا سال نئی امنگوں اور نئے خیالات کے ساتھ آتا ہے۔ عام طور پر نئے سال سے عمدہ توقعات وابستہ کی جاتی ہیں۔ قوموں اور افراد کا یہی حال ہے۔ خدا پر ایمان رکھنے والے لوگ اور جماعتیں بھی کل یوم ھو فی شان کے مطابق اس کے فضلوں کے امیدوار ہوتے ہیں اسلامی ہجری سن کا قمری سال محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے۔ محرم کا چاند نئے سال کا آغاز ہوتا ہے۔

حدیث نبوی میں بتایا گیا ہے۔ کہ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی بہبودی کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث فرمایا کرے گا۔ یہ ارشاد نبوی گزشتہ صدیوں میں اپنی صداقت ثابت کرتا رہا ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ چودھویں صدی کے سر پر اس کی سچائی ظاہر نہ ہوتی۔ اور خدا کا مبعوث کردہ مجدد عین وقت پر موجود نہ ہوتا۔ خصوصاً جبکہ مسلمانوں کی خستہ حالی اور اسلام کی بے کسی مجدد اور مصلح کے وجود کے لئے پکار پکار کر تقاضا کر رہی تھی۔ خدا کی طرف سے مجدد برپا ہوا ٹھیک وقت پر آیا۔ مگر آہ! قوم اس کی شنوا نہ ہوئی۔ مسلمان کہلانے والوں نے اس کی بات نہ مانی۔ وہ آیا اور اپنا فرض ادا کرکے اپنے مولےٰ سے جا ملا۔ برگزیدہ اور پاک طینت لوگوں کی ایک مختصر جماعت نے اسے قبول کیا۔ وہ جماعت اس کی راہ میں جان و مال قربان کر رہی ہے۔ مگر اکثریت ہنوز اسے شناخت نہیں کرتی۔ بلکہ ان میں سے بیشتر حصہ اس سے عداوت رکھتا ہے فرستادۂ حق نے خود فرمایا تھا ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

خدا کا جری۔ چودھویں صدی کا مجدد اسلام کا بدر منیر اس صدی کے شروع میں ظاہر ہوا۔ آج اس کے وقت خوشتر پر نصف صدی گزر گئی ہے۔ مگر وہ لوگ جنہیں آسمان سے نور عطا نہیں ہوا وہ ابھی تک مجدد کے ظہور کے منکر ہیں۔ اور ان کے زعم میں اس صدی کا مجدد ابھی آنے والا ہے۔ حالانکہ اس صدی کی اٹھاون بہاریں بیت چکی ہیں۔ سوچنے والے سوچیں اور خدارا غور کریں۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وعدہ جو ہمیشہ راست ثابت ہوتا رہا۔ وہ اس صدی میں کیوں صادق نہ ٹھہرا؟ کیا مسلمانوں کی موجودہ حالت اس بات کی متقاضی نہ تھی کہ اس صدی کے سر پر عظیم الشان مجدد مبعوث ہوتا؟ یقیناً اس صدی کا مجدد آچکا۔ خدا کا وعدہ درست ثابت ہوا۔ اس کے رسول کا بیان سچا نکلا۔ مگر افسوس ان پر جن کا دل اس نور کے باوجود اعمیٰ ثابت ہوا۔

محرم کا چاند امسال مرتبہ میں نے بستی رندان ضلع ڈیرہ غازیخاں میں دیکھا جہاں میں نظارت تبلیغ کے حکم سے تبلیغی وفد میں گیا تھا وہاں پر جماعت نے یکم محرم کو جلسہ کیا۔ ارکان وفد مولوی محمد سلیم صاحب فاضل اور مولوی محمد اعظم صاحب نے بھی تقاریر کیں۔ غیر احمدی بھی شامل تھے۔ میں نے اپنی تقریر میں درد بھرے دل سے انہیں اس طرف توجہ دلائی۔ کہ آج اس صدی کا نیا سال ۱۳۵۹ھ شروع ہو رہا ہے۔ آپ لوگ خدا کے لئے بتائیں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب اس صدی کے مجدد نہیں تو اور کون ہے جس نے صدی کے سر پر مجدد ہونے کا اعلان کیا ہو۔ یقیناً غیر احمدی دنیا کے پاس اس مطالبہ کا کوئی جواب نہیں ہے مہینوں کے بعد مہینے اور سالوں کے بعد سال گزر جاتے ہیں۔ مگر ابھی تک صدی کے سر پر آنے والا مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

میں اب پھر اس مختصر نوٹ کے ذریعہ غیر احمدی احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ سوچیں کہ آخر کیا بات ہے۔ کہ اس صدی کا مجدد کیوں ظاہر نہیں ہوا۔ صدی میں سے اٹھاون برس گزر گئے اب انسٹھواں سال شروع ہے۔ حالانکہ مجدد کو صدی کے سر پر ظاہر ہونا چاہیئے تھا خدا تعالےٰ کی یہ فعلی شہادت بتا رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہی ہیں۔ انہوں نے ہی اس صدی میں دعوےٰ فرمایا۔ اور کامل طور پر آپ کی شان مجددانہ کا ظہور ہوا اور خدمت اسلام کے لئے ایک منظم جماعت منصۂ شہود پر آگئی ہے۔ اب بھی آپ کی صداقت کا انکار خدا اور اس کے رسول کا انکار ہے۔

اس جگہ عاجز آکر بعض دوست اپنے دل کو یوں تسلی دیا کرتے ہیں۔ کہ ممکن ہے کہ کوئی مجدد موجود ہو۔ مگر اس نے دعویٰ نہ کیا ہو۔ کیونکہ مجدد کے لئے دعوےٰ ضروری نہیں۔ لیکن کوئی خدا ترس اس طفلانہ تسلی پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ عام حالات میں مجدد کے لئے دعوےٰ ضروری نہیں ہوتا۔ تب بھی میں کہتا ہوں کہ اس صدی کے مجدد کے لئے دعوےٰ ضروری تھا۔ کیونکہ نعوذ باللہ ایک کاذب مدعی مجددیت موجود تھا۔ ہزاروں لاکھوں انسان اس کی مجددیت کے قائل ہو رہے تھے۔ سچ سچ اگر حضرت مرزا صاحب کے سوا کوئی اور شخص اس صدی کا مجدد ہوتا تو اس کے لئے خاموش رہنا کبیرہ گناہ ہوتا خدا کا مبعوث کردہ مجدد اور نعوذ باللہ کاذب مدعی مجددیت کے سامنے خاموش وگنگ ہوجائے۔ ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

پس حق یہی ہے۔ کہ صدی کے سر پر بجز حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے کسی شخص کو خدا نے مجدد نہیں بنایا۔ ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے مجدد کی امید یا خیال باطل ہے۔ بھائیو! اٹھاون سال اسی بیم و رجا میں گزر گئے۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ سچے مجدد کو قبول کر لو۔ اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ یاد رکھو کہ گزرا ہوا زمانہ واپس نہیں آسکتا پھر کف افسوس ملنا ہوگا مگر فائدہ کچھ نہ ہوگا خدا بھولا نہیں۔ اس نے اسلام کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیا۔ اس کے رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد یقیناً سچا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجدد آچکا ہے۔ اس سے روگردانی کرکے آسمان کو تکنا یا غاروں پر ٹکٹکی لگائے بیٹھے رہنا عبث وقت کھونا ہے۔ پہلے لوگوں کو اس قسم کی وہمی امیدوں سے کچھ حاصل ہوا ہے نہ آپ کو ہوگا۔ آؤ اور خدا کی فوج میں شامل ہو جاؤ حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ اسی لشکر روحانیت کے لئے غلبہ اور فتح نمایاں مقدر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
(درثمین)

اے خدا! اگر گزشتہ اٹھاون سال میں ہمارے بھائیوں کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ اور انہوں نے قادیان سے نور مجددیت کو طلوع ہوتے نہیں دیکھا۔ تو تو ایسا کر کہ اب نیا سال ۱۳۵۹ہجری ہی ان کی ہدایت کا موجب ہو۔ ہدایت تیرے ہی فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ تو خود ان لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔ آمین۔

خاکسار ابو العطاء جالندھری

"بدھ گیا" کے دلچسپ حالات

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً اپنی طرف سے جو انبیاء و مرسلین مبعوث فرمائے۔ ان میں حضرت بدھ علیہ السلام بھی شامل ہیں جن کی بزرگی اور تقدیس کے آج بھی لاکھوں لوگ معتقد ہیں۔ حضرت بدھ شاہی خاندان کے ایک شہزادہ تھے۔ ناز و نعم میں پلے ہوئے تھے۔ عیش و عشرت کے تمام سامان انہیں میسر تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لقا کی تڑپ ان کے دل میں ایسی پیدا ہوئی کہ شاہانہ آرام و آسائش کو خیرباد کہہ کر انہوں نے جنگل کی تنہائی میں عبادات و ریاضات بجالانی شروع کر دیں۔ گیا کے جنوب میں ایک گھنا جنگل تھا۔ جہاں آپ نے نروان حاصل کرنے کی کوشش کی۔ آخر جوئندہ یابندہ اس جنگل میں آپنے ایک درخت کے نیچے روشنی جسے بودھی کہا جاتا ہے دیکھی۔ اور اس کے دیکھنے کے بعد گوتم کو بدھ کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ اس درخت کو "بودھی کا درخت" کہا جاتا ہے۔ اور اس مقام کو بدھوں میں مقدس ترین سمجھا جاتا ہے۔ یہ جنگل جس میں حضرت بدھ کو ان کی زندگی کا اصل مقصد ملا۔ اور جہاں بدھ گیا واقعہ ہے۔ آجکل ایک وسیع میدان کی شکل میں ہے۔ شہر گیا سے بدھ گیا تک سڑک کا راستہ ہے۔ جہاں یہ سڑک ختم ہوتی ہے۔ وہاں ہندوؤں کی دھرم سالہ ہے۔ جب برہمنوں نے بدھوں کا مقابلہ کیا۔ تو اس علاقہ سے انہوں نے بدھوں کو نکال دیا۔ اور بعض ہندو سادھوؤں نے وہاں رہائش اختیار کر کے ایک دھرم سالہ بنالی۔ جو اب تک موجود ہے۔ آہستہ آہستہ ان سادھوؤں نے مزید قطعات زمین حاصل کر کے وہاں چھوٹی چھوٹی کئی دھرم سالائیں بنا ڈالیں۔ اور اس طرح بدھ مت کے مقدس مقام پر ہندوؤں کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ جنوبی حصہ کی دھرم سالائیں دریا کی طغیانی کی نذر ہو گئیں۔

برما کے راجہ تھیبا کے آباؤ اجداد نے بدھ مت کے بھکشوؤں کے کئی وفد اس غرض سے ہندوستان بھیجے۔ کہ وہ اس مقدس مقام کے بدھ مندر کی مرمت کریں۔ اور اسے تباہی سے بچائیں۔ ان کوششوں سے یہ مندر حوادث زمانہ سے بہت حد تک محفوظ رہا۔ ۱۸۸۰ء میں حکومت بنگال نے مندر اور اس کے احاطہ کی جہانتک ممکن ہو سکا حفاظت کی۔ اور اس کی مرمت کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ جن لوگوں کو بدھ گیا کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس مقام پر بے حد کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کسی وقت گیا ایک بہت بڑا محل تھا۔ جس کے چاروں طرف فصیل تھی۔ اس محل کے جنوبی دروازے سے ٹیلے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جو گاؤں اب جہاں آباد ہے۔ اس کی تعمیر میں انہی تباہ شدہ عمارتوں کا اکثر سامان استعمال کیا گیا ہے۔

اگرچہ اس گاؤں کو آجکل "بدھ گیا" کہا جاتا ہے۔ لیکن پرانے لوگ اسے ہمیشہ "مہا بودھی" یا "گیا بدھ" کہا کرتے تھے۔ بدھ گیا میں یاتریوں اور سیاحوں کی دلچسپی کا سب سے بڑا مرکز ایک مندر ہے جس کی بلندی ایک سو پچاس فٹ ہے۔ اور اس کو بنے ہوئے پندرہ سو برس گذر چکے ہیں۔ جس جگہ یہ مندر تعمیر کیا گیا ہے۔ وہاں اس سے پہلے ایک اور قدیم مندر تھا۔ جس کے آثار اب تک وہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔ "بدھ گیا" میں جو قدیم ترین مندر تھا۔ وہ گول شکل کا تھا۔ اور "بودھی کا درخت" اس مندر کے درمیان تھا۔ اس کے پاس ہی مہاراجہ اشوک کی ایک لاٹھ تھی۔ جو پتھر کی بنی ہوئی تھی۔ غالباً پہلی یا دوسری صدی عیسوی میں اس مندر کی جگہ ایک مربع شکل کا مندر تعمیر کیا گیا۔ اس مندر کے سامنے ایک سڑک دریائے لیلاجن کی طرف جاتی تھی۔ جسے قدیم زمانہ میں دریائے "نیرن جانا" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ اس سڑک پر پتھر کا ایک نہایت عمدہ دروازہ بنا ہوا ہے جو غالباً گنتھر میں تعمیر کیا گیا۔ مندر کے بڑے دروازہ سے اندر داخل ہونے پر ذرا آگے ایک ہال پایا جاتا ہے۔ جس کے دائیں اور بائیں جانب سے سیڑھیاں مندر کی چوٹی تک جاتی ہیں۔ مغرب کی جانب ایک بڑا دروازہ تھا۔ جس سے معبد کی طرف راستہ جاتا تھا۔ روایات کے مطابق مہاتما بدھ نے اسی معبد کے اندر نروان حاصل کیا۔ آجکل اس جگہ مہاتما بدھ کا ایک بت رکھا ہوا ہے۔ اور دور دراز ممالک کے بدھ اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ ایک پائے ستون پر کچھ عبارت کندہ ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ گیارھویں صدی میں کماؤں کے چندرا خاندان کے ایک راجہ نے اس کی تعمیر کی تھی۔

ہال کی سیڑھیوں سے ہو کر مندر کی دوسری منزل پر پہنچتے ہیں۔ جہاں تین چھتریاں دکھائی دیتی ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑی چھتری معبد کے عین اوپر ہے۔ اس میں بھی مہاتما بدھ کا ایک بت رکھا ہوا ہے۔ دوسری منزل پر چار کونوں میں چھوٹے چھوٹے مندر ہیں۔ ان میں سے شمال مغرب اور جنوب مغرب کی طرف جو مندر ہیں۔ ان میں بھی مہاتما بدھ کے بت نصب ہیں۔ اس مندر کے عقب میں پیپل کا ایک درخت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ درخت "بودھی کے درخت" کی نسل سے بطور یادگار چلا آتا ہے۔ یہ بدھی کا درخت وہی ہے جس کے نیچے مہاتما بدھ نے نروان حاصل کیا۔ بدھ مت کے تمام فرقے معبد میں مہاتما بدھ کے بتوں کی نسبت اس درخت کو زیادہ عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

کھدائی کے دوران میں اس درخت کے نیچے سے ایک پتھر دستیاب ہوا۔ جو کش خاندان کے راجہ ہوشکار نے رکھوایا تھا۔ سیلون۔ برما اور سیام سے سینکڑوں لوگ بودھ گیا میں آتے رہتے ہیں۔ ایک بھکشو اس درخت کے نیچے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور باقی لوگ ایک قطار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر سب مل کر ذیل کے الفاظ دہراتے ہیں:-

میں مہاتما بدھ کے دامن میں پناہ لیتا ہوں۔

میں دھرم میں پناہ لیتا ہوں۔

میں سانگھا میں پناہ لیتا ہوں۔

بودھ گیا میں مہاتما بدھ کی سب سے پرانی یادگار جو مندر سے بھی پرانی ہے۔ وہ راستہ ہے۔ جہاں مہاتما بدھ چہل قدمی کیا کرتے تھے۔ مندر کے شمال کی جانب اور درمیان میں ایک پلیٹ فارم ہے۔ جس پر پتھر کے بنے ہوئے سات کنول دکھائی دیتے ہیں۔ اس پلیٹ فارم کے دونوں طرف گلدان کی شکل کے سات سات ستون ہیں۔ درخت کے نیچے ان ستونوں میں سے ایک پر نسوانی شکل پائی جاتی ہے۔ اس مقام پر مہاتما بدھ نے استغراق کی حالت میں ایک بار چہل قدمی کی تھی

بودھ گیا میں ہندو دھرم سالہ کے مہنت کا بھی ایک محل ہے۔ جس میں ان تمام بتوں اور کتبوں کو جمع کیا گیا ہے۔ جو بدھ گیا میں تھے۔ اس محل کے اندر جانے کے چار رستے ہیں۔ بڑے بڑے مجسمے اور بت ان راستوں سے ملحق کمروں میں رکھے ہوئے ہیں۔ اور ہندوستان اور برما کے اہم کتبے جو دسویں صدی یا اس سے بھی پہلے کے ہیں۔ ان کو اندرونی کمروں میں رکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ان چینی سیاحوں کے ریکارڈ بھی یہاں محفوظ تھے۔ جو مسلمانوں کی آمد سے پہلے ہندوستان آئے تھے۔ لیکن اب ان کو کلکتہ میں بھجوا دیا گیا ہے

غرض خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ انسان نے جہاں اپنے محبوب حقیقی کا جلوہ دیکھا۔ اور تسکین قلب حاصل کی۔ آج اس کی یہ حالت ہے۔ کہ بتوں سے اٹا پڑا ہے۔ اور بت پرستی وہاں کا سب سے بڑا شغل ہے ؛

حضرت مولوی غلام حسن خانصاحب کے اوصاف حمیدہ

خاکسار کے ساتھ حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب کے تعلقات عرصہ سے مربیانہ رہے ہیں۔ جب میں اجرٹن ہسپتال پشاور میں کام کرتا تھا۔ تو خاکسار کو حضرت مولوی صاحب کا ایک لمبے عرصے تک علاج کرنے کا موقعہ ملا۔ حضرت مولوی صاحب ہمیشہ خوش اخلاقی اور محبت سے پیش آتے اور ہمیشہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ذکر اگر کبھی آتا۔ تو ادب سے کرتے اور دیگر بزرگان سلسلہ کے متعلق بھی ادب ملحوظ رکھتے۔ کبھی کسی کا ذکر ایسے طریق پر نہ کرتے۔ جیسا کہ دوسرے غیر مبایع عام طور پر کیا کرتے ہیں۔ ہم مبایع حضرت مولوی صاحب کی بہت عزت اور ادب کرتے اور اکثر عید وغیرہ کے موقعہ پر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ مولوی صاحب بہت محبت سے پیش آتے۔ مولوی احمد صاحب سکنہ نردبی جو بوجہ مولوی محمد علی صاحب اور غیر مبایعین کی بدسلوکی کے بحالت تنگی اپنے بھائی مسمی مولوی محمد صاحب کے ورغلانے پر مرتد ہوئے تھے۔ مولوی غلام حسن صاحب کے خلق کا ذکر کرتے۔ انہوں نے رقت آمیز لہجہ میں مولوی صاحب کا خط مجھے بتلایا جس میں مولوی غلام حسن صاحب نے ہمدردی اور مدد کا ذکر کیا تھا۔ اور ان کو اس خط نے بہت تقویت دی تھی۔ خاکسار نے بوجہ فرض منصبی انچارج ہسپتال مولوی احمد صاحب کی غیر معمولی خدمت اور علاج کیا۔ لیکن مولوی غلام حسن صاحب کا خط جو مولوی صاحب نے مجھے بتایا ایک طرح سفارش تھی۔ گو جناب خان بہادر صاحب کو میرے ڈیوٹی میں ہونے کا علم نہ تھا لیکن خاکسار نے مولوی صاحب سے تعلقات کی وجہ سے ان کے علاج میں خاص توجہ کی۔ مولوی صاحب ایک دفعہ ۲۵ء میں جلسہ قادیان پر تشریف لاتے تھے اس کے بعد آپ نے مبایعین کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے اور لاہور والوں سے عملاً الگ ہوتے گئے۔ الحمد للہ کہ اب وہ جماعت مبایعین میں شامل ہو چکے ہیں

خاکسار:۔ فتح الدین احمدی سب اسسٹنٹ سرجن

غیر مبایعین کے جلسہ سالانہ میں ایک دن

امسال جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قادیان جاتے ہوئے میں لاہور اترا اور احمدیہ بلڈنگس گیا رستہ بتانے والے نے کہا۔ کہ اس گلی میں چلے جائیے۔ آگے جاکر آپ کو جلسہ گاہ نظر آجائے گی۔ میں اسی گلی میں چلا جا رہا تھا۔ لیکن حیران تھا کہ کیا معاملہ ہے۔ بتانے والے نے غلط جگہ تو نہیں بتا دی۔ جب میں مسجد کے بالکل قریب پہنچا تو دیکھا کہ اس کے قریب گلی میں جھنڈیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے اور کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ یہاں کوئی غیر معمولی اجتماع ہو رہا ہے۔ یہ ۲۷ دسمبر کا ذکر ہے۔ جب کہ اہل پیغام کے جلسہ کا دوسرا دن تھا اور ان کے جلسہ کا صرف ایک دن باقی تھا۔ اس کے بعد میں بورڈنگ ہاؤس میں پہنچا جو مہمانوں کے رہنے کے لئے جگہ تھی۔ یہاں بھی تھوڑے سے مہمان تھے۔ بورڈنگ کے تمام دروازے سوائے ایک کے مقفل تھے۔ اور بڑے دروازے پر منتظمین پہرے دار کی طرح بیٹھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد میں جلسہ میں گیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ایک صاحب نظم پڑھنے کے لئے اٹھے تو انہوں نے گلا پھاڑ پھاڑ کر قادیان دارالامان میں رہنے والوں کے خلاف واویلا کرنا شروع کر دیا۔ اس نظم اور بعد کی تقریریں اس بات کا ثبوت تھیں۔ کہ اہل پیغام کو قادیان کا عظیم الشان اجتماع انگاروں پر لوٹا رہا تھا۔

چند تقاریر کے بعد سکرٹری صاحب نے سالانہ رپورٹ سنانا شروع کی اس وقت جلسہ گاہ میں گڑبڑ مچ گئی۔ جس پر "بیٹھ جاؤ" "بیٹھ جاؤ" کی آوازیں آنے لگیں مگر کوئی اثر نہ ہوا۔

بعد دوپہر حضرت امیر کی تقریر شروع ہوئی۔ یہ ضروری تھا کہ باقی تقاریر کی نسبت اس تقریر میں سب سے زیادہ سامعین جمع ہوں۔ مگر جہاں تک میں نے اندازہ لگایا کل حاضری کم و بیش چھ سات سو نفوس پر مشتمل تھی۔ جس میں کافی تعداد ان شہری لوگوں کی تھی جنہیں صرف جلسہ کی رونق اور تعداد بڑھانے کے لئے بلایا گیا تھا۔

سامعین میں سے نوے فیصدی داڑھی منڈے اور ان میں سے پچاس فیصدی مونچھیں بھی صاف کرانے والے تھے۔

پیغام بلڈنگس میں تبلیغ کا ایک انوکھا طریق دیکھنے میں آیا۔ اور وہ یہ کہ مجھے دیکھ کر چند ایک دوستوں نے تبادلہ خیالات شروع کر دیا۔ اتنے میں جلسہ کے ایک کارکن جو اہل پیغام کے ایک سکول میں متعلم ہیں۔ بیچ میں کود پڑے اور لگے جماعت احمدیہ پر بے ہودہ اعتراضات کرنے پھر کسی اعتراض کا جواب سننے کی طرف توجہ ہی نہ کرتے۔ بلکہ ٹھٹھے اور استہزاء کے رنگ میں اعتراض اعتراض کرتے چلے جاتے۔ ان کے ساتھ ایک اور داڑھی مونچھ منڈے بابو صاحب بھی شامل ہو گئے۔ میں نے انہیں کہا۔ اگر آپ لوگوں میں سچائی ہوتی تو تبادلہ خیالات کا یہ خلاف تہذیب طریقہ اختیار نہ کرتے۔ میں آپ کے جلسہ سے بہت برا اثر لے کر جا رہا ہوں۔ اس بات کی چند شرفاء نے بھی تائید کی۔ تب وہ کچھ شرمندہ ہوئے۔

اہل پیغام کے جلسہ میں چندہ بٹورنے کے لئے ایک بات یہ بھی بیان کی گئی کہ "دیکھو قادیان کی جماعت کوئی کام نہیں کر رہی لیکن پھر بھی وہ لوگ چندہ بہت دیتے ہیں لیکن اپنے زیادہ کام کرنے کے متعلق کچھ نہ بتایا۔

خاکسار:۔ ڈاکٹر بشیر محمود سکرٹری جماعت احمدیہ۔ پونچھ

اہل برطانیہ کی طرز زندگی میں حیرت انگیز انقلاب

"اہل برطانیہ نے جس استقلال ہمت۔ سرگرمی اور مستعدی سے جنگی حالات کے مطابق اپنی طرز زندگی میں تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ جس طرح اور جس قدر وہ رضاکارانہ طور پر جنگی سرگرمیوں میں مصروف اور خندہ پیشانی سے تمام ہنگامی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کی نظیر کسی اور ملک میں بلکہ خود انگلستان کی گذشتہ تاریخ میں بھی نہیں ملتی۔ انگلستان میں صرف ایک ہفتہ کے قیام سے کسی شخص کو اس حیرت انگیز انقلاب کا احساس ہو سکتا ہے۔" یہ بیان ایک غیر جانبدار مبصر نے جو حال ہی میں انگلستان سے واپس آیا ہے۔ اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ جس میں اس نے انگلستان میں اپنے مشاہدات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اہل برطانیہ اب بالکل مختلف طریقے پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کا کام کرنے کا طریقہ مختلف ہے ان کی سیر و تفریح کا سلسلہ جاری ہے مگر بالکل مختلف انداز میں۔ روزمرہ کے کاروبار میں۔ گھروں میں غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں خود بخود تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ جو حالات کے عین مطابق ہے اور ہر تبدیلی کی تہ میں ایثار کا جذبہ کارفرما ہے۔

یہ مقالہ نگار مزید لکھتا ہے کہ موجودہ جنگ میں سب سے زیادہ خطرہ فضائی حملوں کا تھا۔ یہ خطرہ آج تک پیدا نہیں ہوا۔ مگر اس کے باوجود برطانیہ کے ہر شہر میں باشندوں کی سرگرمیاں اسی طرح جاری ہیں۔ گویا ہر وقت اور ہر گھڑی اس خطرے کا امکان ہے۔ انہیں برطانیہ کی قوتوں کا احساس اور ان پر بھروسہ اور اعتماد ہے مگر دشمن کی درندگی اور بربریت سے بھی ناآشنا نہیں برطانیہ کی فتوحات نے انہیں غافل نہیں بنا دیا۔ ہر شخص پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہتا ہے

کہ برطانیہ حق و صداقت اور انسانی زندگی کے ایسے بنیادی اصول کے بقا اور تحفظ کے لئے لڑ رہا ہے۔ جن کے بغیر زندگی بیکار ہے۔

(الفضل) موقع اور محل کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینا اور بڑی سے بڑی تکلیف کو اٹھانے کے لئے تیار ہوجانا کامیابی اور کامرانی کا ایک ذریعہ ہے۔ موجودہ جنگ کے خطرہ کے مقابلہ میں اہل برطانیہ نے اپنی طرز زندگی میں جو انقلاب پیدا کیا ہے۔ وہ حیرت انگیز ہے۔ جماعت احمدیہ جو ایک بہت بڑا مقصد لے کر دنیا میں کھڑی ہوئی ہے۔ جو دنیوی حکومتوں کے اصول اور مقاصد سے نہایت اعلےٰ وارفع ہے۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی کے ہر پہلو میں انقلاب پیدا کرنے کی جس قدر ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو نہ صرف اس کا صحیح طور پر اندازہ لگانا چاہئے۔ بلکہ اس کے مطابق اپنے اندر تغیر پیدا کرنا چاہئے۔ اور جب کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ایسا راہنما خدا تعالےٰ نے ہمیں عطا کر رکھا ہے۔ ہمیں حضور کے ہر ارشاد پر لبیک کہنی چاہئے۔ اور اس پر عمل کر کے دکھانا چاہئے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

حال ہی میں اخبارات میں اس امر کا اعلان ہوا تھا۔ کہ ریلویز زیادتی کرایہ کا اجراء یکم مارچ ۱۹۴۰ء سے شروع کریں گی۔ اس سلسلہ میں پبلک کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ایک چھوٹا سا پمفلٹ شائع کیا گیا ہے۔ جس میں سامان اور پارسلوں کی شرحات میں زیادتی نیز مسافروں کے کرایہ میں زیادتی کی تفصیلات درج ہیں۔ اس میں وہ طریق بھی درج ہے۔ جس کے ذریعہ ان شرحوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

یہ پمفلٹ جس کا نام "سپیشل سٹیشن ریٹ ایڈوائس ع ۱۰۷" ہے۔ اس کے نسخے سپرنٹنڈنٹ۔ پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری۔ این۔ ڈبلیو۔ آر مغلپورہ سے ۲ر فی کاپی کے حساب سے مل سکتے ہیں۔ پوسٹیج علاوہ ہوگا۔

چیف کمرشل منیجر لاہور

ضروری اعلان

نظارت امور عامہ کے نوٹس میں یہ امر لایا گیا ہے۔ کہ مسمی عبد القدوس انصاری بسکنہ شجاع آباد نے جماعت احمدیہ منٹگمری میں مکرم سید محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے جعلی دستخطوں کے ذریعہ ایک سفارشی چٹھی پیش کر کے کچھ رقم کی امداد مانگی۔ اور اپنے آپ کو کراچی کا باشندہ ظاہر کیا۔ احباب جماعت ایسے شخص سے محتاط رہیں۔ مسٹر عبد القدوس کی عمر بیس اکیس سال کے قریب ہے۔ قد درمیانہ اور رنگ سانولا ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۷ فروری۔ معلوم ہوا ہے فن لینڈ کے ایک شہر کوسٹو پر روسیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ فنوں نے یہ شہر ہاتھ سے چھوڑنے سے پہلے سامان جنگ کے وہ ذخیرے بارود سے اڑا دیئے جو وہ اپنے ہمراہ نہ لا سکتے تھے۔ تاتی بیری کا شہر خالی کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ کوسٹو پر روسی قبضہ ہونے سے وہ شہر بھی خطرہ سے باہر نہیں رہا۔ اور اس پر آسانی سے گولہ باری ہو سکتی ہے۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ ایک روسی اعلان مظہر ہے۔ کہ کل روسی فوجیں کریلیا کے علاقہ میں فن قلعے تباہ کرنے میں مصروف رہیں۔ فنوں نے جوابی حملوں کی کوشش کی۔ لیکن انہیں نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا اور روسیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کوسٹو کے جزیرہ میں ۲۶ فن قلعوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور بے شمار اسلحہ ان کے ہاتھ لگا ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ پٹسامو کے جنوب میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔

سٹاک ہالم ۲۷ فروری۔ نازیوں اور بالشویکوں نے یہ دھمکی دی تھی کہ سویڈن۔ ناروے اور فن لینڈ کی جنگ میں کوئی مداخلت نہ کرے اس کے جواب میں سویڈن کے چار سرکردہ اخباروں نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں کہا ہے کہ اب دنیا جان گئی ہے۔ کہ فن کیا ہیں اب سویڈن کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ دنیا کو بتا دیں کہ سویڈن کے باشندے کیا اور کیسے ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ فوراً سویڈن کی فوج میں بھرتی ہو کر اور فنوں کا ساتھ دے کر سویڈن کی حفاظت کریں۔

نئی دہلی ۲۷ فروری۔ مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں آج معمولی بحث کے بعد ریلوے کے سلسلہ میں قریباً ڈیڑھ کروڑ روپے کے ضمنی مطالبات زر منظور کر لئے گئے۔

برلن ۲۷ فروری۔ ایک جرمن کمیونک مظہر ہے۔ کہ ایک جرمن آبدوز دور دراز کے سفر سے واپس آ گئی ہے۔ کپتان کا بیان ہے۔ کہ دوران سفر میں آبدوز نے ۳۰ ہزار ٹن کے ۱۶ جہاز غرق کئے۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ پٹ مو کے قریب فرانسیسی اور برطانوی جہازوں اور جرمن جہازوں میں جنگ ہوئی۔ ناروے کے ایک اخبار کا بیان ہے۔ کہ دو جرمن جہاز غرق کر دیئے گئے۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ سب افواہیں جرمنی نے اڑائی ہیں تا کہ وہ یہ معلوم کر سکے کہ واقعی اس علاقہ میں برطانوی جہاز موجود ہیں یا نہیں۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ وزارت فضائیہ برطانیہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں برطانوی طیاروں نے ہیلیگولینڈ۔ بحر شمالی کے ساحل پر دیکھ بھال کی۔ اور مرکزی جرمنی میں یہ طیارے برلن تک جا پہنچے۔ شمالی جرمنی کے مقامات اور بالٹک کی جرمن بندرگاہوں پر بھی پرواز کی۔ مگر کہیں بھی کسی نے مزاحمت نہیں کی۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ کل رات جرمن طیارے فرانسیسی سرحد پر عبور کر کے پیرس کے نزدیک پہنچ گئے۔ جہاں فضائی حملہ کے خطرہ کا الارم کر دیا گیا۔ فرانسیسی طیاروں نے مقابلہ کر کے مار بھگایا۔ مغربی محاذ پر بھی جرمن طیاروں نے پرواز کی۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ وزارت فضائیہ کے اعلان سے پتہ چلتا ہے کہ آج ساحل انگلستان کے نزدیک دو جرمن طیارے نیچے گرا لئے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اب تک جرمنی کو ۳۲ طیاروں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

لنڈن ۲۸ فروری۔ آج رائل ایئر فورس کے ہوائی جہازوں نے برلن پر پرواز کی۔ اور صحیح سلامت واپس آ گئے۔ برطانوی ہوائی جہازوں کی برلن پر یہ تیسری پرواز ہے۔

لاہور ۲۷ فروری۔ آنریبل میاں عبد الحی صاحب وزیر تعلیم پنجاب نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنی تعلیمی سکیموں میں عورتوں کو نہیں بھولنا چاہیئے اور جب تک ان کو تعلیمی فائدہ نہ پہنچے۔ تمام بڑی سکیموں کا ناکام ہونا یقینی ہے۔

روم ۲۷ فروری۔ مسٹر روز ویلٹ صدر امریکہ نے حال میں اپنا نمائندہ پوپ کے پاس اس غرض کے لئے بھیجا تھا۔ کہ یورپ کے جھگڑے میں صلح کی بات چیت شروع کی جائے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آج پاپائے روم نے مسٹر روز ویلٹ کے نمائندہ سے پہلی مرتبہ سرکاری طور پر ملاقات کی۔

پیرس ۲۷ فروری۔ معلوم ہوا ہے جرمنی نے جنوبی جٹ لینڈ میں ڈنمارک کی جنوبی سرحد کے ساتھ ساتھ ایک حفاظتی لائن بنانی شروع کر دی ہے۔ جو مشرق سے مغرب کے رخ اور سرحد سے ۱/۲ ۹ میل کے فاصلہ پر تعمیر ہو گی۔ اور مشرق میں ایمنز برگ کے جنوب کی طرف ہو گی۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ آج ہاؤس آف کامنز میں بحری تخمینہ کے متعلق تقریر کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا۔ کہ بحری بیڑے کی موجودہ طاقت اور اخراجات کے متعلق صحیح اعداد و شمار ہاؤس کے سامنے رکھنے قرین مصلحت نہیں۔ نیز کہا۔ کہ جرمنوں کی کم از کم نصف آبدوزیں تباہ ہو چکی ہیں۔ اور نئی آبدوزوں کی تیاری کا یہ حال ہے۔ کہ آغاز جنگ سے لے کر دس آبدوزیں بھی تیار نہیں ہوئی ہوں گی۔ اب موسم گرما میں نئے یو بوٹ تیار کئے جائیں گے۔ جنہیں تباہ کرنے کے لئے ہم بھی خاص جہاز تیار کر رہے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا کہ ہم نے مقناطیسی سرنگوں پر قابو پا لیا ہے اور اب ہم مچھلیاں پکڑنے والے جہازوں کو بھی مسلح کر دیں گے۔

بلگریڈ ۲۷ فروری۔ جرمنی نے لوکوموٹو گاڑیوں کی کمی کی وجہ بتاتے ہوئے یوگوسلاویہ کو جرمنی کا مال بھیجنا بند کر دیا تھا۔ اس لئے یوگوسلاویہ کی گورنمنٹ نے مجبوراً یہ اقدام کیا کہ اس نے جرمن مال کے کئی آرڈر منسوخ کر دیئے۔

اکولا ۲۶ فروری۔ برار کے سرکاری محرروں اور اچھوتوں کی مشترکہ کانفرنس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے ہری جن لیڈر مسٹر بی۔ کے گائیکواڑ ایم۔ ایل۔ اے نے کہا۔ کہ اچھوتوں کو موجودہ گورنمنٹ اور کانگرس سے انصاف کی توقع نہیں۔ اس لئے انہیں اتحاد۔ ڈسپلن اور قربانی کے اصول پر عمل کرنا چاہیئے۔

کولمبو ۲۷ فروری۔ گورنر اور وزراء میں ایک اہم معاملہ پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں ساتوں وزیر مستعفی ہو گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس نے اس سلسلہ میں وزیر انصاف کی ہدایت کی خلاف ورزی کی اور گورنر نے انسپکٹر جنرل کے طرز عمل کو حق بجانب ٹھہرایا وزراء گورنر کے طرز عمل کو آئین کی سپرٹ کے منافی سمجھتے ہوئے مستعفی ہو گئے۔

ہیلسنکی ۲۶ فروری۔ سردی کی شدت سے بچنے کے لئے ایک روسی پلٹن نے خلاف قواعد رات کے وقت آگ روشن کی۔ جس سے فنوں کو ان کے پڑاؤ کا علم ہو گیا اور وہ اچانک ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور اپنی دستی مشین گنوں سے ساری کمپنی کو ختم کر دیا۔

اوکاڑہ منڈی ۲۸ فروری۔ امریکن کپاس ۱۱/- دیسی کپاس ۹/- گڑ ۱۳/- توریا ۱۲/-

لائل پور منڈی ۲۸ فروری۔ امریکن کپاس ۱۱/- دیسی کپاس ۱۲/- گڑ ۱۲/- تا ۱۳/- توریا ۸/-

امرتسر ۲۸ فروری۔ گندم وڈا ۳/- گندم اعلیٰ ۳/- چنے ۴/- پرانی باسمتی ۱۲/- نئی باسمتی ۷/- چاول جھونا ۱۲/- دیسی کپاس ۱۲/- توریا خشک ۱۲/- مونگ پھلی ۷/- نل سفید ۸/-